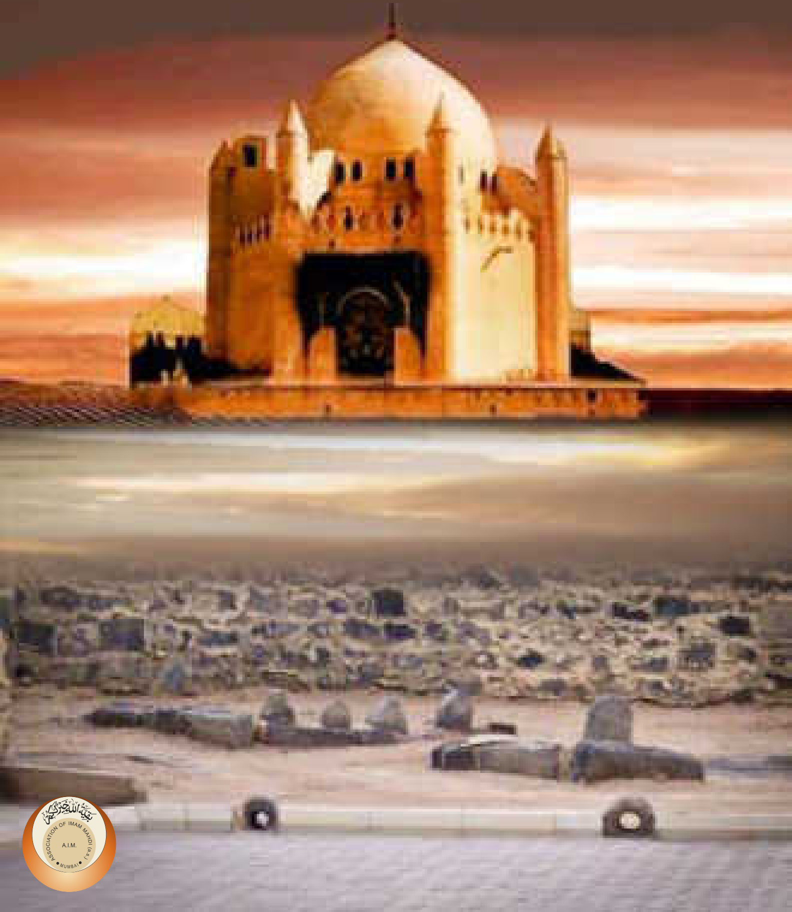
مختصر تاریخ انہدام البقیع



مختصر تاریخ انہدام بقیع

ضمیمہ

تاثرات وپیغامات حضرت آیت اللہ العظمیٰ لطف اللہ صافی گلپایئگانی (مدظلہ العالی)

شائع کردہ:

ایسوسی ایشن آف امام مہدیؑ

پوسٹ بوکس نمبر: ۱۹۸۲۲، ممبئی - ۵۰

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم   وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡکَ یَا وَلِیَّ الۡعَصۡرِ (عج) اَدۡرِکۡنَا

قبرستان جنت البقیع مدینۂ منورہ (سعودی عرب) میں واقع ایک بہت ہی با عظمت قبرستان ہے۔ اس قبرستان میں صدر اسلام کے بہت ہی عظیم المرتبت صحابیؑ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آنحضرتؐ کے اہل بیت و بالخصوص پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض جانشین جیسے حضرت امام حسن علیہ السلام، حضرت امام سجاد علیہ السلام، حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام صادق علیہ السلام، اسی قبرستان میں آرام فرما ہیں۔ اِن جانشیانان پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ اسلامی دنیا کے بہت ہی مشہور و معروف صحابیٔ پیغمبرؐ اور آنحضرتؐ کے قریبی رشتہ دار دفن ہیں۔ جیسے جناب عباس بن عبد المطلب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا، جناب صفیہ بنت عبد المطلب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی، جناب ابراہیم پسر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فاطمہ بنت اسد پیغمبرؐ کی چچی اور حضرت علی علیہ السلام کی والدہ ہیں، عقیل بن ابی طالب، محمد بن علی ابن ابی طالب معروف بہ محمد حنفیہ (آپ کی والدہ کا نام حنفیہ تھا اس لئے آپ محمد بن حنفیہ کے نام سے مشہور ہوئے)، ام البنین والدہ حضرت ابو الفضل العباس علیہ السلام، اسماعیل بن امام صادق علیہ السلام، عبد اللہ بن جعفر طیار۔ یہ وہ تمام مدفونین بقیع ہیں جن کی قبروں پر روضہ اور گنبد بنے ہوئے تھے۔ آج بھی ان کی تصویریں بعض لوگوں کے پاس موجود ہیں اور انٹرنیٹ پر تو عام ہیں۔ ۸ر شوال ۱۳۴۴ھ تک یہ روضہ موجود تھے۔

اِن بزرگوں کی قبر کے علاوہ بنابر مشہور تقریباًسات ہزار صحابیؑ رسول اللہ قبرستان بقیع میں دفن ہیں۔

اسی طرح صدر اسلام سے آج تک بہت سے جید علماء کو بھی اس قبرستان میں دفن کیا گیا جیسے اہل سنت کے چار مصلوں کے رہنماؤں میں امام مالک بھی اسی قبرستان میں دفن ہیں اور ان کی قبر پر بھی روضہ بنا ہوا تھا۔

پہلا حملہ انہدام بقیع کے لئے (۱۲۲۰ھ)

پہلی مرتبہ وہابیوں کے ہاتھوں ۱۲۲۰ھ یعنی عثمانی حکومت کے ذریعہ پہلی سعودی حکومت کے سقوط کے موقعہ پر یہ واقعہ رونما ہوا۔ ۱۲۲۰ھ میں وہابی بقیع کو مہندم کرنے کے لئے مدینہ میں داخل ہوئے اور بقیع کے انہدام کے بہانے بہت سی مسجدوں کو بھی منہدم کرنے کی کوشش کی۔ یہ لوگ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ کے گنبد کو ڈھانے کی کوشش کی تھی لیکن غالباً ڈر گئے اور اس سے باز رہے۔

روضوں کو جو نقصان پہونچا تھا، اس کی تعمیر کے لئے عثمانی حکومت نے جدید تعمیر کا ارادہ کیا اور پھر ساری دنیا سے شیعوں اور سنیوں نے مل کر اس کی تعمیر نو کے لئے رقم مہیا کیا اس طرح بقیع میں خوبصورت روضہ تعمیر ہوئے اور دنیا بھر سے مدینہ میں حج وزیارات وعمرہ کے موقع پر 'آنے والے زائرین' انھیں روضوں پر جبین عقیدت ٹیک دیتے تھے۔

لیکن ہائے رے بد قسمتی، دشمنان پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی خباثت کا ثبوت دیا۔

یوم الھدم

کیا اب تک آپ نے یوم الھدم کا نام سنا ہے؟ یوم الھدم یعنی انہدام یا ڈھانے کا دن، منہدم کر دینے کا دن۔

۱۳۴۴ھ میں جب آلِ سعود نے مکہ، مدینہ اور اس کے اطراف پوری طرح قبضہ کر لیا تو مقامات مقدسہ، جنت البقیع، اصحاب اور خاندان رسالت کے آثار کو صفحۂ ہستی سے محو کرنے کا عزم کر لیا۔ اس سلسلہ میں انھوں نے مدینہ کے علماء سے فتوے لئے تا کہ انہدام کی راہ ہموار ہو جائے اور اہل حجاز کو جو اس کام کے لئے آمادہ نہ تھے، ان کو بھی اپنا حامی بنا لیا جائے۔

انہدام کے لئے فتوے

آل سعود نے اس کام کے لئے قاضی القضاۃ ''سلیمان بن بلیہد'' کو مدینہ روانہ کیا تا کہ وہ ان کی مرضی کے فتوے، علمائے مدینہ سے حاصل کرے۔ اسی لئے اُس نے علمائے مدینہ کے سامنے سوالات کو اس طرح توڑ مروڑ کر پوچھا کہ ان کا جواب بھی وہابیوں کے نظریہ کے مطابق انہی سوالات میں موجود تھا۔ اس طرح مفتیوں کو یہ سمجھا دیا گیا کہ ان سوالات کے وہی جواب دیں جو سوالات کے اندر موجود ہیں ورنہ

انھیں بھی مشرک قرار دے دیا جائے گا اور توبہ نہ کرنے کی صورت میں انھیں قتل کر دیا جائے گا۔ سوالات و جوابات مکہ سے شائع ہونے والے رسالہ ''ام القریٰ'' ماہ شوال ۱۳۴۴ھ میں شائع ہوئے ہیں۔

سلیمان بلہید نے یوں سوال کیا:

کیا فرماتے ہیں علماء مدینۂ منورہ جن کے علم و دانش میں خداوند عالم دن بدن ترقی عطا کرے، کیا قبروں پر تعمیر و عمارت اور وہاں مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں ہے اور اسلام نے بڑی شدت سے اس کی ممانعت کی ہے تو کیا انھیں منہدم کرنا اور وہاں نماز پڑھنے سے روکنا ضروری اور واجب ہے یا نہیں؟ کیا بقیع جیسی وقف شدہ زمین پر بنائی گئی قبریں، عمارتیں اور گنبد، جن کی وجہ سے بعض حصوں سے استفادہ نہیں کیا جاسکتا، وقف کے بعض حصہ کے غصب کے مترادف نہیں ہے؟ کیا انھیں جتنا جلدی ہو سکے ختم نہ کیا جائے تاکہ مستحقین پر جو ظلم ہوا ہے رفع ہو جائے؟ علماء مدینہ نے خوف وہراس کے عالم میں سلیمان بن بلیہد کو جواب یوں لکھا:

''قبروں پر عمارت بنانا، حدیثوں کی رو سے اجماعاً منع ہے اسی لئے بہت سے علماء نے اس کے انہدام کے وجوب کا فتویٰ دیا ہے اور اس سلسلہ میں امام علی علیہ السلام سے ابی الھیاج کی نقل کردہ ایک روایت کا سہارا لیتے ہیں کہ آپؑ نے ابی الھیاج سے فرمایا: میں تمہیں ایسے کام پر مامور کرتا ہوں جس پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے مامور کیا تھا۔ وہ یہ کہ جو تصویر بھی نظر آئے اُسے ختم کرو اور جس قبر کو بھی دیکھو اُسے برابر کر دو۔''

اس مضمون میں اس حدیث پر کوئی تبصرہ نہیں کرنا ہے صرف اتنا کہ قرآن مجید قبروں پر تعمیرات کی اجازت دیتا ہے۔ امت اسلامی اس کی حرمت پر متفق ہے۔ ہر زمانہ میں مسلمان تعمیرات کرتے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ صحابہ نے بھی تعمیر کی مخالفت نہیں کی ہے اور آخری بات یہ کہ ابی الھیاج کی حدیث کا جو مفہوم وہابیوں نے بیان کیا ہے، وہ غلط ہے۔

انہدام اور لوٹ مار

وہابیوں نے ۱۲۰۵ھ سے ۱۲۱۷ تک کئی مرتبہ کوشش کیا کہ حجاز میں قابض ہو جائیں لیکن کامیاب نہ ہوئے اور آخر میں ۱۲۱۷ھ میں طائف پر قبضہ میں کامیاب ہو گئے البتہ بہت سے مسلمانوں کو قتل کرنے کے بعد۔ ۱۲۱۸ھ میں مکہ پر حملہ کیا اور وہاں کے تمام مقدس مقامات کو منہدم کر دیا یہاں تک کہ زم زم کے کنوئیں پر بنی ہوئی عمارت کو بھی منہدم کر دیا۔

۱۲۱۶ھ میں ماہ ذی قعدہ میں وہابیوں نے کربلا پر بھی حملہ کیا اور شہر کا محاصرہ کر لیا اور کوچۂ و بازار میں لوگوں کو قتل کیا اور لوٹ مار مچا دیا اور ظہر تک بہت سارا مال و رقم لے کر شہر سے باہر ہو گئے۔ لوٹ مار کی رقم کا پانچواں حصہ خود سعود نے لیا اور بقیہ اموال میں سے ایک حصہ پیادوں کو اور دو حصہ سواروں کو تقسیم کر دیا۔ (چونکہ اُن کے نزدیک یہ جنگ کفار سے تھی)

مکہ معظمہ پر حملہ

۱۳۴۴ھ یعنی ۱۹۲۵ء میں وہابیوں نے، بقیع پر حملہ سے پہلے مکہ کے قبرستان جحون جسے جنۃ المعلٰی کہا جاتا ہے اور قبرستان بقیع کے بعد سب سے اشرف ترین قبرستان ہے، پر حملہ کیا۔ اس قبرستان میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیارت کے لئے جایا کرتے تھے اور اسی قبرستان میں آپؐ کے اجداد جناب عبد مناف، دادا عبد المطلب، چچا ابو طالب اور زوجہ حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا دفن ہیں۔ اِن تمام حضرات کے مزار پر گنبد اور روضہ تعمیر تھے۔ وہابیوں نے ان تمام روضوں کو منہدم کر دیا اور پھر مدینہ کا رخ کیا۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ اِن کی انہدامی کاروائیاں آسانی سے انجام نہیں پائیں بلکہ بہت سے مسلمان اس میں شہید ہوئے اور ضریح میں موجود قیمتی اشیاء کو لوٹ لیا گیا۔

بقیع کا انہدام اور تاراجی

۸/ شوال ۱۳۴۴ھ مطابق ۲۱/ اپریل ۱۹۲۵ء بروز بدھ عبد العزیز بن سعود کی سرکردگی میں وہابیوں نے مدینہ کا محاصرہ کر لیا اور دفاع کرنے والوں سے جنگ کی اور عثمانی حکومت کے مامورین کو مدینہ سے باہر کر دیا اور پھر سب سے پہلے قبور ائمہ علیہم السلام یعنی قبر امام حسن مجتبیٰ قبر امام زین العابدین علیہ السلام، قبر امام محمد باقر علیہ السلام اور قبر امام صادق علیہ السلام کو منہدم کیا اور پھر باری باری تمام قبروں کے گنبدوں کو اور روضوں کو منہدم کر دیا۔ اگرچہ ہم نے مضمون کے ابتداء میں بعض مشہور مدفونین بقیع کے نام لکھے ہیں، یہاں بھی لکھ

رہے ہیں۔ مدفونین کے نام یہ ہیں۔

حضرت عباس بن عبد المطلب، صفیہ بنت عبد المطلب، ابراہیم پسر پیغمبر اکرمؐ، فاطمہ بنت اسد، عقیل بن ابی طالب، محمد حنفیہ، ام البنین، اسماعیل بن امام صادقؑ، عبد اللہ بن جعفر طیار، دائی حلیمہ اور بنابر مشہور تقریباً سات ہزار اصحاب پیغمبر اکرمؐ اس میں دفن ہیں۔ امام مالک کا مزار بھی ہے۔

لٹیرے اور قزاق وہابی

وہابیوں نے جتنی مرتبہ مقامات مقدسہ اور قبور ائمہ اور اولیاء پر حملہ کیا نہ صرف مسلمان مردوں، عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو قتل کیا، بلکہ سڑکوں اور بازاروں میں لوٹ مار مچائی اور بے شمار مال و دولت لوٹ گئے۔

مورخین نے لکھا ہے کہ مدینہ میں بقیع کے روضوں سے چالیس صندوق ہیرے جواہرات مرصع بہ الماس ویاقوت اور تقریباً ایک سو قبضۂ شمشیر جن پر خالص سونے کے غلاف چڑھے ہوئے تھے اور اِن غلافوں پر الماس و یاقوت جڑے ہوئے تھے، سب کچھ لوٹ لیا۔

وہابیوں کی سنگ دلی

ایک مورخ بنام جمیل صدقی زہاوی نے طائف پر وہابیوں کے حملہ کے ذیل میں لکھا ہے کہ: دودھ پیتے بچہ کے سر کو اُس کی ماں کے سینہ پر کاٹ دیا، کچھ لوگوں کو جو

قرآن کو سمیٹنے میں لگے تھے، انھیں قتل کر دیا۔ جب لوگ گھروں میں باقی نہ بچے تو دکانوں اور مسجدوں میں گھس گئے یہاں تک کہ جو رکوع و سجود جس حال میں تھے، انھیں قتل کر دیا۔ کتابوں کو کہ جن میں اکثریت قرآن مجید کی تھی اور دوسری دینی و فقہی کتابیں اور صحیح بخاری و مسلم کے نسخوں کو کوچہ و بازار میں پھینک دیا اور اُن کو اپنے پیروں سے روند ڈالا۔

تذکر

محمد بن عبد الوہاب کے پیروؤں سے اس طرح کی قتل و غارت گری اور لوٹ مار تعجب خیز نہیں ہے کیوں کہ یہ لوگ دوسرے مسلمانوں کو کافر اور مشرک جانتے تھے اور مکہ اور مدینہ کو قبل اس کے کہ وہابیوں کے ہاتھ میں آئے دارالحرب و دارالکفر جانتے تھے۔

تاثرات و پیغامات مرجع عالی قدر آیت اللہ العظمیٰ لطف اللہ صافی گلپائیگانی (مدظلہ العالی)

دنیائے تشیع کے نامور اور عظیم مرجع تقلید، مختلف کتابوں کے مولف، امامت و ولایت کا دفاع کرنے والے، امام زمانہ علیہ السلام کی خاص عنایتوں اور الطاف و اکرام کے سایہ میں امامت و ولایت کی تشہیر کرنے والے، صاحب کتاب ”منتخب الاثر فی امام الثانی عشر“

کچھ سال پہلے ۸ر شوال کی صبح بروز اتوار دنیائے اسلام کے لئے ایک عظیم مصیبت کا دن قرار دیا اور فرمایا:

"یہ مصیبت نہ صرف شیعوں پر اور اہل بیت علیہم السلام پر، بلکہ پوری دنیائے اسلام پر وارد ہوئی ہے اور ایک نقصان و ضرر کہ اس بدترین حادثہ اور نامناسب حرکت سے اسلام کے سامنے در پیش ہوا ہے، ایسا ضرر و نقصان ہے کہ تاریخ میں اس کی مثال کمتر ہی ہوگی۔"

مقدسہ روضہ 'تاریخ مجسم اسلام' میں

آپ نے متبرک روضوں کو اور ائمہ علیہم السلام سے متعلق دوسرے باقی ماندہ آثار کو "اسلام کی تاریخ مجسم" قرار دیا اور یوں فرمایا:

"وہابیوں نے تاریخ اسلام کو برباد کر دیا اور بدتر یہ ہے کہ اس اسی (۸۰) سال کی مدت میں نہ صرف اس حرکت سے خود کو روکا نہیں بلکہ جہاں کہیں اسلام اور اہلبیت علیہم السلام سے متعلق آثار کو پایا ویران و برباد کر دیا؛ یہ ایسے آثار جو کہ اسلام کی یادگار، برکاتِ اسلام اور تاریخ اسلام ہیں، اِن کے بغیر تاریخ اسلام ظاہری پشت پناہ نہیں رکھتی۔

شیعوں کے اس عظیم مرجع نے اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہ تمام ملتیں اور ادیان اپنے تاریخی آثار کی حفاظت و مرمّت کرتے رہے ہیں، یہ بات مسلمانوں کو اس تاریخ مجسم اسلام کی حفاظت و نگہداری کی ترغیب دلاتی ہے لہٰذا آپ نے فرمایا:

”جیسا کہ پوری دنیا میں یہ آثار محفوظ کئے جاتے ہیں، آثار اسلامی کی حفاظت کرنا چاہیے تا کہ جو بھی مکہ اور مدینہ کی زیارت سے مشرف ہو، اسلام کے ظہور کے صدیوں بعد، نزدیک سے اِن کا مشاہدہ کرے۔“

آیت اللہ العظمیٰ صافی گلپایئگانی (مدظلہ العالی) اس حادثہ اور مصیبت کو دشمنان اسلام اور سلفیوں کی خود ساختہ فکر قرار دیتے ہوئے یوں تصریح فرماتے ہیں:

”دشمنان اسلام اور سلفیوں کی اصل فکر ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ اسلام کو ختم کر دیں اور چونکہ اس کام کو اپنے لئے رسوائی اور ذلت آمیز پایا تو ایک گروہ کو اُکسایا تا کہ وہ اس جنایت کو انجام دیں۔“

اس دن کو یوم غم قرار دیں

آپ نے مسلمانوں سے اور بالخصوص شیعوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

” شیعوں کو اور تمام مسلمانوں کو اس روز (۸ر شوال) کو محزون اور غمگین ہونا چاہیے اور اس جنایت (انہدام) کے انجام دینے والوں پر نفرین کرنا چاہیے اور ان کی مذمت کرنا چاہیے۔“

ہمیں یقین ہے کہ ہمارے اس عظیم مرجع کی طرح ہمارے امام زمانہ علیہ السلام بھی بہت مغموم اور محزون ہیں اور بقیع کی اس بدحالی پر گریہ وزاری کرتے ہیں اور اپنے اجداد کی قبروں پر صبح وشام بارگاہ خداوندی میں اپنے ظہور کے لئے اذن چاہتے ہیں۔ آیئے ہم

بھی اُن حضرتؑ کے حزن و غم میں شریک ہو جائیں اور اُنؑ کے دشمنوں پر نفرین کریں، مذمت کریں اور امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور کے لئے دعا کریں تاکہ حضرت تشریف لائیں اور اپنے اجداد پر ہونے والے مظالم کا انتقام لیں۔

اَللّٰهُمَّ عَجِّلْ لِوَلِیِّكَ الْفَرَجُ

اہل زمانہ نے ہر دور میں نئے نئے فتنے کھڑے کیے۔ہر عہد میں اسلام کی نشر واشاعت کی راہ میں رخنے ڈالنے کی کوششیں ہوئیں ،لیکن قرآن کریم کی آیات نے ہر بار کاری ضرب لگاکر اہل شر کے حوصلوں کو پست کیا۔

عصر حاضر بھی اس سے مبرا نہیں،فی زمانہ وہابیوں کے ایجاد کردہ فتنے سر اٹھائے ہوئے ہیں۔دور حاضر میں اولیائے اللہ کے مزارات کے قریب مساجد تعمیر کرنے کا سلسلہ بھی کچھ اسی قسم کا ہے۔اس مسئلے کا حل بھی کلام پاک میں موجود ہے۔

قرآن کریم قبروں پر عمارتوں کی تعمیر کی وکالت کرتا ہے۔

قرآن کریم نے سورہ کہف آیت ۲۱ میں قبروں پر مسجد تعمیر کرنے کے حق میں واضح طور پر حمایت کی ہے۔

فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِم بُنْيَانًا ۖ رَّبُّهُمْ أَعْلَمُ بِهِمْ ۚ قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم مَّسْجِدًا

اور انھوں نے کہا: ان پر عمارت تعمیر کرو. دوسرے گروہ نے کہا - ہم ان کی قبروں (غار میں) ایک مسجد بنائیں(اور اس طرح اس عمل کے ذریعے نعمتیں طلب کریں). سورہ کہف آیت ۲۱

اصحاب کہف کے واقعے پر غور کرتے ہوئے، یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ قبروں پر مساجد تعمیر کرنا الٰہی ادیان میں ہمیشہ سے ایک مستحب فعل رہا ہے اور قرآن

کریم نے اسے بلا تنقید بیان فرمایا ہے اور معتبر تفاسیر سے بھی یہی نتیجہ اخذ ہوتا ہے۔

اگر اللہ کے دوستوں کی قبروں پر یا قبروں کے قریب ایک مسجد کی تعمیر واقعی میں شرک کا ایک فعل تھا، تو اس زمانہ کے موحدین کیوں اس طرح کی تجویز پیش کرتے تھے؟ اور قرآن نے ان پر تنقید کے بغیر کیوں اس کا ذکر کیا؟ کیا مناسب ہے کہ اللہ بغیر کسی واضح طور پر تنقید کرنے والے کسی گروہ سے شرک کا ایک فعل بیان کرے؟

لیکن مخالفین کے اس موضوع پر اس واضح آیت کو رد کرنے کی اپنی وجوہات ہیں.

اس معاملہ کو ہر اشتباہ سے باہر نکالنے کے لئے اہل تسنن کے مشہور و معتبر علماء کی چند نظریات پیش ہیں جو سورہ کھف کی آیت ۲۱ کے ذیل میں نہ صرف قبروں پر مساجد تعمیر کرنے کی تائید کرتے ہیں بلکہ مساجد تعمیر کرنے کی تاکید بھی کرتے ہیں۔

مندرجہ ذیل فہرست میں صرف چند علماء کا تذکرہ کیا گیا ہے:

۱۔ ابن تیمیہ کے شاگرد ابن کثیر کہتے ہیں: جب اصحاب کھف غار میں داخل ہوئے تو کچھ لوگوں نے کہا غار کے دروازے پر مسجد بنائو تا کہ ہم یہاں عبادت کر سکیں۔ جن لوگوں نے یہ کہا وہ مسلمان تھے۔

(تفسیر ابن کثیر سورہ کہف آیت ۲۱ کے ذیل میں۔)

۲۔ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں: یہودی اور نصاریٰ اپنے اپنے نبیوں کی قبروں کو احترامًا قبلہ قرار دیتے تھے اور نماز میں ان کی طرف متوجہ رہتے تھے، لہذا ان کی قبریں بت قرار دی گئی۔اس بنا پر مسلمانوں کو اس فعل سے روکا گیا ہے۔لیکن اگر کوئی کسی اولیا اللہ کی قبر پر یا اس کے نزدیک تبرکاً مسجد تعمیر کرے اور اس کی طرف نماز میں توجہ نہ کرے تو یہ فعل حرام کے دائرے کے باہر ہو گا۔ **(فتح الباری ج ۳ ص ۲۰۸ سورہ کہف آیت ۲۱ کے ذیل میں)**

۳۔ امام فخر الدین رازی کہتے ہیں "..... بعض لوگوں نے کہا کہ بہتر ہے کہ دروازہ پر مسجد تعمیر کر دی جائے ... یہ ثابت کرتا ہے کہ یہ لوگ عارف باللہ ﴿علماء﴾ تھے جو عبادت اور نماز کا عقیدہ رکھتے تھے۔ **(تفسیر کبیر ، جلد ۵ ، صفحہ ۴۷۵)**

۴۔ امام جلال الدین اور المحلی :".... جو لوگ اپنے معاملہ میں غالب آئے، ﴿یعنی﴾ جوانوں کے معاملہ میں اور وہ مومنین تھے جنھوں نے کہا، یقینا ہم ان پر یعنی ان کے اطراف ایک مسجد تعمیر کریں گے کہ اس میں نمازیں ادا کی جائیں اور انھوں نے غار کے دہانے پر اسے بنایا بھی۔" **(تفسیر جلالین ، جلد ۱، صفحہ ۳۸۹)**

۵۔ قاضی ثناءاللہ پانی پتی : یہ آیت ثابت کرتی ہے کہ قبور اولیاء کے نزدیک مسجدیں بنائی جا سکتی ہیں تاکہ انھیں سلام کیا جاسکےاور اولیاء اللہ کے مزاروں سے برکتیں حاصل کی جاسکیں۔**(تفسیر مظہری ، جلد ۷، صفحہ ۱۲۴-۱۲۳)**

۶۔ امام بیضاوی؛ اس﴿سورہ کہف کی آیت﴾سے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ خصوصی افراد یعنی علماء و اولیاء کے لئے مزاروں کی تعمیر جائز ہے۔**﴿تفسیر بیضاوی، سورہ کہف کے ضمن میں﴾**

۷۔ امام اسماعیل بروسوی نقشبندی: علماء و اولیاء و صالحین کی قبروں پر عمارت ان پرہیز گاروں کی عظمت کو نمایاں کرنے کے مقصد سے ایک جائز عمل ہے تاکہ لوگ ان کی قبروں کو معمولی نہ سمجھیں **(تفسیر روح البیان، جلد ۳ ، سورہ کہف کے ضمن میں)**

۸۔ امام حاکم: "جنھوں نے اپنے معاملہ میں غلبہ پایا" سے مراد اس زمانہ کے مومنین ہیں **(تفسیر واحدی، سورہ کہف کے ضمن میں)**

۹۔ امام نسفی: "جن لوگوں نے غلبہ پایا" سے مراد مسلمان تھے جنھوں نے ان پر عمارت بنانے کی بات کی یعنی غار کے دہانے پر مسجد بنانے کی، تاکہ مسلمان اس میں عبادت کر سکیں اور برکت حاصل کر سکیں**(تفسیر النسفی ، جلد ۳، صفحہ۱۸)**

۱۰۔ امام ابو حیان اندلسی : جس نے ان پر عمارت تعمیر کرنے کی بات کی تھی وہ ایک کافر عورت تھی ، اس نے کلیسا کی صلاح دی کہ اس میں کفر کے اعمال انجام پائیں، لیکن مومنوں نے اسے روک دیا اور اس کی جگہ ایک مسجد تعمیر کی **(تفسیر البحر المحیط، جلد ۷، صفحہ ۱۵۸)**

۱۱۔ علامہ ابن جوزی نے اپنی تفسیر میں سورہ کہف آیت ۲۱ کے ضمن میں ؛ ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ مفسرین قرآن نے لکھا ہے ، جن لوگوں نے مسجد تعمیر کی وہ بادشاہ اور اس کے ساتھی تھے۔**(تفسیر زاد المسیر، جلد ۵، صفحہ ۱۲۴)**